پس 10 جولائی جمعہ کی صبح 10:30 بجے حضرت مولانا فضل رحیم صاحب مدظلہ کے ہمراہ لاہور سے کراچی محترم عثمان پراچہ کی بیٹیکی شادی میں شرکت کے لیے روانگی ہوئی۔

لاہورائیرپورٹ پر پہنچالاؤنج میں فیصل آباد سے جناب ہمدانی صاحب اوران کی اہلیہ،جناب گلزارشاہ صاحب اوران کی اہلیہ سے ملاقات ہوئی۔ یہ تمام احباب مع اہل وعیال گزشتہ سال سفرحج پراکھٹےتھیشاہین ایئرلائنس پرہم لوگ کراچی کے لیے وقت مقررہ سے 15 منٹ لیٹ روانہ ہوئے جبکہ گلزارشاہ صاحب اور جاوید صاحب پی آئی اے سے آدھا گھنٹہ بعد روانہ ہوئے۔کراچی ایئرپورٹ پرقریباً 12:30 بجے پہنچے۔سید فہیم الحسن تھانوی کا فون آیا کہ مولانا تنویرالحق تھانوی مدظلہ کی گاڑی ایئرپورٹ پرپہنچ چکی ہے اورڈرائیوراحسان کے ساتھ اس گاڑی میں جاکرجیکب لائن کی مسجد میں جمعہ پڑھاناہےلاؤنج سے باہرمیاں عثمان پراچہ کاڈرائیوراور مولانا تنویرالحق کاڈرائیورموجود تھے۔

ابھی ہم راستہ میں ہی تھے کہ پانچ سات منٹ میں لاہور سےفون آیااور حافظ قاسم صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ آپ کاایک بیگ کراچی ایئرپورٹ پررہ گیاہےاورعملہ نےکھول کرکتابوں کے ذریعہ ہمیں اطلاع کی ہےاورآپ اس نمبر(ایئرپورٹ کے)پررابطہ کرکےاپنا بیگ حاصل کریں۔

یہاں پرحکیم الامت کےملفوظات اور باربار پڑھاہواسبق یادآیا کہ سواری پربیٹھنے سے پہلے سامان کواچھی طرح چیک کرلیناچاہیے چنانچہ گاڑی راستہ میں روکی سامان چیک کیاتو واقعی ایک بیگ موجود نہ تھا۔دونوں گاڑیوں کے ڈرائیوریہ کہہ رہے تھے کہ میں نے دیکھاہےلیکن دونوں ایک دوسرے پرعذرکرتے رہےخیر بعد میں مولانا نےمولانا تنویرالحق مدظلہ کےڈرائیورکوایئرپورٹ بیگ لینےبھیج دیااورمولانا نےعثمان پراچہ صاحب کے دفترجاکرغسل کرکےنماز جمعہ کی تیاری کی اورچائےپی کرتازہ تازم ہوکرجیکب لائن روانہ ہونے لگےتوعثمان پراچہ صاحب بھی ساتھ ہوگئے۔یہ دیکھ کران کے داماد خرم صاحب بھی تیارہوگئےاورپھرایک کے بعدایک چندمزیدافرادہمراہ ہوگئے۔

جیکب لائن میں وقت مقررہ سے 10 منٹ تاخیر سے پہنچےاوراس دوران مولانا تنویرالحق کافون آتارہابہرحال محراب والے راستے کے پاس گاڑی روکی اوراس راستےمسجد میں داخل ہوئے۔مولانا تنویرالحق صاحب نے جامعہ اشرفیہاورمفتی محمدحسن کامختصرتعارف کرایااس دوران مولانا فضل الرحیم مدظلہ نےتحیۃ المسجد پڑھ لیےاورمولانا نے پاکستان کےموجودہ حالات اورہماری ذمہ داری کے موفوع پربیان کرتے ہوئے اپنے گھروالوں اوربچوں کیحکمت محبت نرمی اورپیارسےصلاح پرزوردیااورکہاکہ ان کوسوفیصد نمازی بنائیں بزرگوں کیکچھ واقعات اورتعلقات کاتذکرہ اس اندازمیں ہواکہ سامعین کی آنکھیں پرنم اورچہروں کی کیفیات پر اثرمحسوس ہورہی تھیں۔

اس کے بعدمولانا تنویرالحق نے دوبارہ مائک لےکرجذباتی انداز میں یہ فرمایاکہ دوستومیرامعمول کسی عالم کی موجودگی میں اس کی توصیف تعریف کرنانہیں لیکن آج میں یہ بات دل سے کہہ رہاہوں کہ مولانا کی تقریرمیرے دل پر بہت اثرکرگئی ہے میری آنکھوں سے آنسوجاری ہوئے اوردل سے یہ بات نکلی کہ یہی قبولیت کی نشانی ہےاورمولانا

کے لیے دل سے دعا کرتا ہوں۔

نماز سے فراغت کے بعد مولانا تنویر الحق نے اعلان کیا کہ آج جمعہ کے بعد والی مجلس نہ ہوگی لیکن آیت کریمہ کا وردحسب معمول ایک ایک تسبیح (تمام احباب) پڑھ لیں پھر دعا ہوگی۔ دعا کے بعد جب مسجد سے باہر نکلنے لگے تو ہزار ہا لوگوں نے صفیں باندھ کر انتہائی نظم سے مصافحہ کیا اور معانقہ و دست بوسی کرتے رہے۔ مولانا کی محبت اور علم اور عمل میں اضافہ کی دعا دیتے رہے ایک دو مرتبہ مولانا تھک کر گرنے لگے تو منتظمین نے بلند آواز سے نظم کیا اور اس طرح بخیریت مولانا تنویر الحق کے دفتر میں پہنچے اس دفتر کے بارے میں میاں عثمان پراچہ صاحب فرمانے لگے کہ میری 35/30 سال پرانی یاد تازہ ہوگئی کہ میں جب یہاں آتا اور اسی کمرے میں علماء، فقہاء اور سیاست دانوں کی آمدورفت کا منظر دیکھتا اور رشک کرتا۔ اس کے بعد ظہرانہ ہوا عثمان پراچہ صاحب نے بتایا موبائل پر آپ کی 19 مس کال آئی ہیں لوگ منتظر ہیں چنانچہ وہ وہاں سے قیام گاہ Defence کے ایک انتہائی پروقار آرام دہ Rest House میں پہنچے آرام کیا اور ریسٹ ہاؤس کی مسجد میں عصر مغرب ہوئی اس کے بعد تیار ہو کر ایئر پورٹ کے قریب انتہائی خوبصورت امرا ریسٹورنٹ کے باغیچے میں پر تکلف اور پرشکوہ دعوت کا انتظام کیا گیا تھا۔ یہاں میاں عثمان پراچہ صاحب نے کراچی جیسے ماحول میں مہمانوں کو وقت کی پابندی کے لیے پابند کیا ہوا تھا یہاں پہلے عشاء کی نماز پھر اصلاحی بیان دعا اور 10:45 پر کھانا ہوا۔ یہ منظر اور انتظام دیکھ کر دعائیں نکلیں کہ تمام احباب وقت پر پہنچ گئے اور بڑے غور سے مولانا کی باتیں سنیں اور اسی طرح کھانا ہوا اور جلد ہی فارغ ہو کر واپسی ہوگئی یہ ضیافت صرف پراچہ صاحبان کی قریبی اہل خانہ کے لیے مختص تھی پھر بھی تعداد تقریباً 250 مہمانوں کی تھی۔

ہفتہ کی صبح 11 جولائی عثمان پراچہ صاحب کا ڈرائیور مع گاڑی صبح سے مستعد تھا۔ مولانا مع اہل خانہ نے ڈیفنس کے قریب حضرت کی بھتیجی (مولانا عبدالرحیم) کی صاحبزادی شیخ شکیل کی اہلیہ کے گھر پہنچے اور اہلیہ محمد زبیر سلمہا کی ہمشیرہ (جن کی چند روز قبل کراچی شادی ہوئی) جناب محمد یوسف پراچہ صاحب کے بیٹے عزیزم طلحہ سلمہ کے پاس گئے تھوڑی دیر قیام کیا پھر شیخ شکیل کے گھر کے پڑوس میں ایک پیاری اور عظیم شخصیت سے ملاقات ہوئی۔ موصوف کی دینی خدمات اور جذبہ دیکھ کر رشک ہوا۔ موصوف نے باتوں باتوں میں جن امور کا تذکرہ کیا واقعتاً مولانا کے دل میں یہ بات آئی کہ آج ایک جنتی سے ملاقات ہوئی موصوف خصوصاً حجاج کی خدمت کے لیے عرصہ دراز سے کوئٹہ ایئر پورٹ پر کام کر رہے ہیں ہر حاجی کے لیے کم و پیش اشیاء کا پیکٹ اور ان کا استقبال، مدد، ہدایات رہنمائی کرنا پھر حکومت پاکستان سے سٹاف کی منظوری کے ساتھ جہاز کی سیڑھیوں تک پہنچانا ان کے معمولات میں شامل ہیں۔ اسی طرح موصوف نے ذکر کیا کہ بغیر کسی چندہ کے حجاج کی خدمات اور معذوروں کا ایک سکول کہ جس میں اس وقت 111 بچے تعلیم جاری رکھے ہوئے ہیں ماحول مثالی اور قابل رشک ہے۔ موصوف معذروں کی خدمت کر کے قلبی سکون حاصل کرتے اور مولانا سن کر حیران ہو رہے تھے۔ کہ آج پاکستان میں ایسی شخصیات موجود ہیں

یہاں سے فارغ ہوکر مولانا نے طارق روڈ قبرستان جانا تھا اور پھر ختم نبوۃ کے دفتر جانا تھا جہاں کچھ کتابیں بھی لینی تھیں۔ طارق روڈ قبرستان پہنچا اور یہاں ساتھ ہی کچھ احباب جن کو پہلے سے قبرستان جانے کی خبر تھی وہ وہاں مولانا کے منتظر تھے اور قبر پر فاتحہ خوانی کی اور اسی اثناء میں قبرستان کا تمام عملہ (جو ہمیشہ سے مفتی صاحب اور ان کے گھر والوں سے محبت کرتا ہے) آ گیا جس میں ایک نوجوان کہنے لگا میرے والد صاحب نے آپ کے ابا جی کی قبر بنائی۔ ابا جی کی قبر پر بھی فاتحہ خوانی ہوجائے اس طرح پھر تاخیر ہوگئی اور کہیں جانے کی ہمت نہ رہی لہٰذا قیام گاہ پر پہنچ گئے۔

مولانا نے کچھ دیر آرام کیا کہ یوسف پراچہ کا فون آیا کہ ہم تینوں بھائی جناب ڈاکٹر محمد حنیف پراچہ اور بڑے بھائی (تینوں) اکٹھے ہیں اور تینوں کی خواہش ہے کہ آپ تھوڑی دیر کے لیے ہمارے پاس تشریف لے آئیں۔ مولانا نے انکار نہ کیا اور ڈیفنس سے گلشن اقبال روانہ ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ چائے کی میز پر مختلف موضوع بالخصوص دینی اور اصلاحی باتیں ہوتی رہیں یوسف پراچہ کے بڑے بھائی فرمانے لگے میرے سسر آپ کے ابا جی سے بیعت تھے وفات سے کچھ پہلے (جب میں ہسپتال پہنچا) تو دور سے کلمہ طیبہ پڑھنے کی آواز آنے لگی میں نے سوچا کہ شاید بہت سارے مریض تنگ ہو رہے ہوں گے لیکن وہ بلند آواز سے کلمہ پڑھ کر لوگوں کو گواہ بنا رہے تھے کہ دنیا سے جا رہا ہوں اور وصیت کی اگر ہو سکے میرا جنازہ ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی سے پڑھا دیں دوسری وصیت' میں ہر جمعہ میں مفتی محمد حسن کی قبر پر جاتا تھا اب ہو سکے تو میری قبر مفتی صاحب کے کہیں قریب بنا دیں چنانچہ اللہ نے ان کی دونوں خواہش پوری کر دی۔ اس کے بعد قیام گاہ میں پہنچے تیاری کی تو لاہور سے کراچی کا سفر جس مقصد کے لیے ہوا تھا کہ عزیزہ ماریہ سلمہا جوجح کی ساتھی اور عرفات میں نکاح کا وعدہ کیا تھا اور بارات امریکہ سے آئی اور میاں کا نام عثمان بن سلیمان ہے اور مولانا کے عزیز بھی ہیں اور حافظ داؤد پراچہ (جو حاجی محمد افضل پراچہ کے بڑے صاحبزادے ہیں) کے بھتیجے ہیں آج بھی جناب عثمان پراچہ صاحب نے بارات کو حسب سابق وقت پر پابندی کیا ½10 بجے تک بارات والی جگہ پر پہنچ آئیں عشاء کی نماز باجماعت پڑھ کر باقی کارروائی کی جا سکے۔ الحمدللہ واللہ اکبر ساتھ بروقت پہنچ چکے تھے لیکن فیصلہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اطلاع آئی کہ دولہا میاں کی نانی صاحبہ (جہاں امریکہ والے مہمانوں کا قیام تھا) کو دل کا عارضہ ہوا ان کو لے کر ہسپتال چلے گے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ فضل فرمائے ایک گھنٹہ بعد اطلاع آئی کہ الحمدللہ دوائی سے کنٹرول ہوگیا۔ BP ہائی ہو گیا تھا اب ٹھیک ہے ایک گھنٹہ بعد بارات آئی۔ مولانا نے خطبہ کے بعد نکاح کے بارے کچھ باتیں کی اور دعاؤں کے بعد عشائیہ ہوا اور اس پر تکلف دعوت (اور جس سے حرمین میں وعدہ تھا) کا بخیر خوبی اختتام ہوا۔ مولانا نے دولہا دولہن کو خوب خوب دعائیں دیں۔

الحمدللہ ہر سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوۃ کانفرنس برمنگھم برطانیہ میں منعقد ہوتی ہے او دنیا بھر سے علماء کرام مشائخ عظام اور دینی حمیت اور درد دل رکھنے والے سالکین و طالب علم مستفید ہوتے ہیں۔ اس سال اس کی تاریخ 12 جولائی 2009ء رکھی گئی اور بندہ کی ڈیوٹی مجلس نے حضرت مولانا فضل الرحیم مدظلہ کے ساتھ

لگائی اور مولانا فضل الرحیم مدظلہ کی خواہش تھی کہ بندہ ان کے ساتھ برطانیہ اور یورپ کا سفر کرے۔ بندہ کو قسمت پر رشک آ تا رہا اور بزبان اس بات کا اقرار کرتا رہا کہ بندہ کی ٹکٹ پر کسی کام والے بندہ کو لے جائیں۔

بہرحال پہلے تو پروگرام یہ طے ہوا کہ 8 جولائی کو سفر ہوگا وراسی طرح جمعہ 10 جولائی مسجد حمزہ میں مولانا فضل الرحیم صاحب سے جمعہ کی نماز کا وقت بھی مقرر ہوگیا۔ ملکی حالات کی وجہ سے ناروے کی ایمبسی چند دن کا کہہ کر غیر معینہ مدت کے لیے بند ہوگئی اور ہر دفعہ دو دن بعد فون کرنے کے لیے اور معلومات برائے ویزہ کے لیے کہتے رہے لہٰذا امید رہی کہ انشاءاللہ 8 جولائی سے پہلے ویزہ لگ جائے گا مگر 9 جولائی کو معلوم ہوا کہ شاید 13 جولائی کو کھل جائے دوسرا یہ کہ مکرم ومخدومی حاجی عثمان پراچہ صاحب کی سب سے چھوٹی بیٹی کا نکاح جس کی تاریخ گزشتہ برس حرمین کے سفر میں (مولانا فضل الرحیم نے) دی ہوئی تھی وہ بھی 11 جولائی مقرر ہوئی۔ ان تمام حالات کے پیش نظر یہ طے ہوا کہ 12 جولائی کی صبح امارات ایئر لائن سے صبح کراچی سے برمنگھم کے لیے براستہ دبئی سفر ہوگا۔

اتوار 12 جولائی

مگر ہر کام اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اور بندہ کو اس کی محنت اور نیت کے مطابق اجر وثواب ملتا ہے۔ بندہ ہزار کوشش کرے اپنا ہاتھ ہلانے کا مکلّف نہیں اس کا مشاہدہ انسان کو بار ہا ہوا کرتا ہے۔ بہرحال ہوا یہ کہ ہم نے کراچی سے دبئی اور دبئی سے برمنگھم ٹکٹ کروالی اور مطمئن ہو گئے کہ انشاءاللہ برمنگھم دوپہر 12 بجے پہنچ کر سیدھا کانفرنس میں شرکت کریں گے مگر ہوا یہ کہ کراچی سے فلائیٹ لیٹ ہوگئی کاؤنٹر پر عمارات ایئر لائن کے عملہ سے پوچھا کہ ہماری اگلی پرواز (جو دبئی سے برمنگھم کے لیے) اس کا کیا ہوگا) اس پر عملہ نے ہماری تسلی کرادی دبئی ایئر پورٹ پہنچے تو ابھی پرواز میں 40 منٹ باقی تھے جلدی جلدی کاؤنٹر پر پہنچے تاکہ فلائیٹ / پرواز کا گیٹ / دروازہ کا نمبر معلوم ہو مگر اس وقت حیرانی ہوگئی جب عمارات ایئر لائن کے عملہ نے مجھے بتایا کہ کہ آپ کو اس پرواز پر نہیں بھیجا جاسکتا اور اب آپ کو (ہمیں) اگلی دوپہر تین بجے کی پرواز پر سفر کرنا ہوگا۔ اس جواب پر بندہ سے کانفرنس اور موجودہ پرواز پر ہی جانے کی اہمیت پر زور دیا مگر بے سود اپنی سی شکل لے کر مایوسی کے ساتھ حضرت مولانا کو تمام گفتگو سے آگاہ کیا ساتھ کے ساتھ سامنے ٹیلیویژن سکرین کو مایوسی کے ساتھ دیکھا ایک لمحہ میں میرے چہرے پر ایک چمک اور امید نمودار ہوئی۔ ٹیلیویژن سکرین پر ہماری پرواز کے نمبر کے آگے Last Call کے الفاظ سرخ رنگ کے ساتھ Flash کر رہے تھے۔ میں نے مولانا کو بتایا تو مولانا نے کہا کہ چلو جلدی کرو اور اس پرواز کے دروازے پر چلتے ہیں اگرچہ یہ دروازہ تقریباً (اندازاً) 2 کلومیٹر کی مسافت پر تھا مگر ہم دونوں بھاگتے دوڑتے جہاز کے دروازے تک تقریباً (جہاز کی روانگی کے وقت سے) 17 منٹ قبل پہنچ گئے۔ جہاز کا دروازہ بند ہو چکا تھا مگر معاون زمینی عملہ جو جہاز میں سوار کرانے میں مددگار ہوتا ہے موجود تھا۔ ان دونوں نے ہماری طرف انتہائی حیرت سے دیکھا کمپیوٹر میں کچھ کیا آپس میں مشورہ کیا اور اس کے بعد مایوسی کے ساتھ ہم سے معذرت کرلی۔ اس قدر مایوسی ہوئی کہ کئی ہفتوں کی منصوبہ بندی، مختلف ایئر لائن کمپنیوں کے پرواز کے

اوقات (Schedule) غرض اور بہت کچھ۔ بہرحال فی الحال تو قریبی نشست پر بیٹھ گئے اور سانس کو درست کرنے لگے کہ بھاگ بھاگ بندہ کا بھی برا حال اور تھک چکے تھے۔

اب کیا کریں......؟ مولانا نے کئی ایک پروگرام منسوخ کر کے اور کئی مصروفیات بندہ کا بھی یہی حال تھا کہ کیا کریں آج احساس ہوا کہ بندہ کو جب وہ نیت کرتا ہے اور محنت کرتا ہے تو بھی اگر کوئی نیک کام عمل میں نہ آئے تو دوہرا اجر و ثواب لکھ دیا جاتا ہے (الحدیث) اب مولانا اور میں (کچھ آرام کے بعد) سوچنے لگے کہ واپس لاہور چلیں کاؤنٹر پر پہنچے معلوم ہوا لاہور کے لیے PIA کی پرواز تیار ہے۔ میری کاروباری اور گھریلو مصروفیات پھر احساس دلانے لگی کہ بس واپس چلیں معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یکطرفہ ٹکٹ 240 برطانوی پاؤنڈ (بندہ کے پاس اس وقت برطانوی کرنسی ہی تھی) کے عوض ملے گی رقم نکالی دے دی مگر لمحہ بھر میں مولانا کی طرف دیکھا اور برطانیہ میں منتظر احباب کا خیال آیا پس پھر طے ہوا کہ برطانیہ کا سفر جاری رکھا جائے فوراً جیب سے موبائل نکال کر برمنگھم میں ہمارے میزبان برادرم عزیزم سجاد احمد کو مطلع کیا اور دیگر کئی احباب کو بھی مطلع کرنے کی درخواست کی (جو کانفرنس میں گلاسگو بریڈفورڈ کرولی لندن مانچسٹر اور کئی شہروں سے مولانا کو ملنے آئے تھے) ساتھ ساتھ مولانا اللہ وسایا مولانا سعید احمد جلالپوری اور صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہم کو بھی مطلع کرنے کو کہا۔ بہرحال وہاں کانفرنس میں اعلان کر دیا گیا۔ تقریباً سات گھنٹے کے بعد اگلی پرواز سے برمنگھم روانگی ہوئی اور امیگریشن سے فارغ ہو کر نکلے تو اعلیٰ امیگریشن حکام نے ہم دونوں کا پاسپورٹ لے لیا ایک مجھے اندر کمرے میں اور ایک شخص مولانا کو کسی اور طرف لے گیا مولانا کو تو چند منٹ بعد چھوڑ دیا مگر بندہ کو تقریباً ایک گھنٹہ سوال جواب کرتے رہے جہاں تک بندے کی رائے ہے یا اندازہ ہے یہ سب کچھ اسلام مسلمان کے نام پر جاری پروپیگنڈہ خوف و ہراس اور خصوصاً مسلمانوں کو اور عام طور پر دیندار لوگوں کو برطانوی یورپی اور امریکی عوام سے دور رکھ کر انتشار اور عداوت پیدا کرنے کا حصہ تھا جس کو کسی اور مضمون میں تفصیل سے لکھوں گا۔ باہر عزیزم سجاد احمد بہت پریشان اور ہمارا منتظر تھا۔

پیر: 13 جولائی

اگلے دن صبح برادرم مولانا محمد سجاد میوزیم لے گئے چھوٹی سی جگہ میں بہت سی مچھلیاں اور پانی کی مخلوقات دیکھنے کا موقع ملا ایک جگہ اس طرح شیشے لگے ہوئے تھے کہ راستہ تلاش کرنا مشکل تھا۔ یہاں سے واپسی پر مولانا امداداللہ قاسمی خطیب مسجد حمزہ (برمنگھم) کے گھر پر ان کی عیادت کے لیے چلے گئے۔ مولانا کی خدمات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لیے مثالی ہیں اور اکابر سے تعلق جامعہ اشرفیہ سے محبت قابل تقلید ہیں۔ مولانا ایک عرصہ سے علیل ہیں اور مسجد میں نماز کے لیے آنے سے بھی معذور ہیں قارئین سے ان کی صحت کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ یہاں سے واپسی پر مولانا سجاد صاحب کے گھر برادرم محمد وسیم صاحب (جو جامعہ اشرفیہ کے خادم و خوش نویس اقبال صاحب کے داماد ہیں او

رکمبرج میں برسر روزگار ہیں) مولانا کی خدمت میں تشریف لائے اور ہمارے مکرم دوست جناب کرنل نواب صاحب کے بیٹے ڈاکٹر فواد بھی تقریباً ایک گھنٹہ کی مسافت طے کر کے آئے۔اس دوران مولانا امداداللہ نعمان جو جامعہ اشرفیہ کے فاضل ہیں۔ان کے ساتھ حافظ محمد قاسم صاحب جو جامعہ سے فارغ ہیں مولانا سے ملاقات اور دعاؤں کے لیے آئے اس طرح میرا دن مصروف گزرا۔مغرب کی نماز مسجد جمعیت المسلمین برمنگھم مولانا اکرام الحق کے پاس طے تھی مغرب کی نماز اور دعا مولانا نے کرائی اور پھر عشاء تک نشست رہی جس میں گلاسگو سے کئی احباب (جن میں ڈاکٹر بھی شامل تھے) وعلماء ڈیونہ بری و بریڈفورۃ سے علماء مشائخ وخطباء (جن کا تعلق جامعہ اشرفیہ سے تھا) اور جو جامعہ سے فارغ التحصیل تھے) مولانا کی خدمت میں تشریف لائے اور مولانا سے پہلے ان کے مختصر قیام کی شکایت کرتے رہے اور مولانا کی صحبت سے مستفید ہوتے رہے۔

منگل:14جولائی

اگلے دن صبح جمعیت علماء اسلام برطانیہ کے صدر مولانا شمس الحق تشریف لے آئے۔مولانا کا دین اور جمعیت سے متعلق خدمات جذبات سے متاثر کن تھے جو یقین ان کے اکابر سے تعلق اور بزرگوں کی محبت کی برکات کی وجہ سے نمایاں انہوں نے بھی مولانا سے بیان ووعظ کے لیے درخواست کی جس کو مولانا نے اگلے سفر برطانیہ کے لیے منظور کر لیا۔آج ہمارا سفر برائے ریڈیگ (Reading) جو لندن کے قریب ایک جگہ ہے) روانگی تھی میزبان محمد سجاد کو ان گنت دعائیں دے کر 11 بجے بذریعہ ٹرین سفر کا آغاز ہوا اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں منزل مقصود پر پہنچے۔

یہاں ہمارے میزبان حافظ محمد عرفان (ان کی بھی فراغت جامعہ اشرفیہ سے ہے) سٹیشن پر لینے آئے۔حافظ صاحب اور ان کے سسر کا مسجد اور خدمات دین سے تعلق قابل رشک ہے اور رب العزت ہمیں ان کی تقلید یا ان کی دینی محبت سے تھوڑا سا حصہ عطا فرمادیں امین۔ان کے سسر تہجد کے وقت میں مسجد میں آجاتے ہیں اور بیت الخلاء سے امام صاحب کے مصلی تک کا کام اپنے ہاتھ سے (اس پیرانہ سالی میں) ادا کرتے ہیں۔مسجد کی اس طرح خدمت صاحب ثروت احباب میں کم ہی نظر آتی ہے۔

حافظ عرفان بھی انتہائی مصروفیت کے باوجود جس قدر ہو سکے دامے درمے نسخے دین کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں اور ان کے گھر والے بھی خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔بہر حال حافظ عرفان صاحب کے گھر (نماز ظہر کے بعد) کچھ آرام ہوا اور اتنی دیر میں مفتی برکت اللہ مدظلہ تشریف لے آئے مولانا لندن میں درس وتدریس کے علاوہ ''اسلامی بینکاری اور شریعت میں تجارت کے اصول'' اور اسلام میں حلال وحرام کے شعبوں میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں اور اس وجہ سے پورے برطانیہ میں مقبول ہیں۔مفتی صاحب کو حضرت شاہ صاحب سے خلافت بھی ملی ہے اور ہر سال بلاناغہ ہفتوں حضرت شاہ صاحب کے پاس وقت نکال کر حضرت کی صحبت سے مستفید ہوتے لاہور کا

سفر کرتیں۔ مفتی برکت اللہ تمام مصروفیات ترک کرکے قریب 2 گھنٹے کے سفر کرکے پہنچے اوران کی خواہش تھی کہ مولانا کی صحبت میں چند گھنٹے گزاریں۔

آج یہاں سے لندن اور دارالعلوم لندن اور کرولی کا ارادہ تھا مگر مانچسٹر سے حضرہ علامہ خالد محمود مدظلہ کا فون آ گیا کہ میرا (علامہ خالد محمود صاحب کا کینڈا (Canda) کا ارادہ ہے اور تم (حضرت مولانا فضل الرحیم) سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں لہٰذا طے ہوا کہ فوراً یعنی بعد نماز عصر ریڈنگ کی مسجد میں حضرت مولانا فضل الرحیم مدظلہ کا انتہائی دردمندانہ بیان ہوا جس پر حضرت مدظلہ نے مسلمانوں اور خصوصاً پاکستان کے حالات پر بات کی۔ موجودہ حالات میں اکابر کے نصائح بیان فرمائے اور سورۃ الشّمس کیتلاوت پابندی کے ساتھ۔ گناہوں سے توبہ اور اللہ کی نعمتوں پر شکرادا کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ریڈنگ کی مسجد میں بیان کے بعد مانچسٹر کا سفر ہونا تھا لہٰذا عزیزم حافظ عرفان صاحب کی معیت میں ریڈنگ سے مانچسٹر کا سفر کیا راستے میں مغرب کی نماز پڑھی۔

علامہ خالد محمود صاحب کے پاس آدھی رات کو پہنچے اور علامہ صاحب کہنے گے کہ میں انتظار میں تھا اگر آپ پہلے سے آنے کا بتادیتے تو میری خوشی کی انتہا نہ ہوتی مگر اب یہ اور بھی دوبالا ہوگئی ایک تو آپ (مولانا) کے آنے کی دوسرا اچانک اس وقت کے ملنے کی اس کے بعد میں نے دیکھا کہ مولانا فضل الرحیم صاحب وضو کرکے جب نماز کے لیے تشریف لے گئے تو علامہ صاحب نے مولانا سے کچھ سرگوشی کی اور میں نے علامہ صاحب کی آنکھ میں عجیب سی کیفیت محسوس کی جیسے کسی شاعر نے کہا کہ ''میرا مجلسی تبسم میرا ترجماں نہیں ہے۔'' بہرحال مولانا نماز پڑھ کر تشریف لائے تو علامہ صاحب نے پوچھا کہ دعا کی ہے تو مولانا نے جواب دیا کہ دعا کے ساتھ ایصال ثواب بھی کیا ہے اس پر علامہ صاحب کی بات کے متعلق میں نے حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب سے دریافت کیا تو پورا واقعہ کا علم ہوا کہ علامہ صاحب نے اس وقت سرگوشی میں مولانا سے التجا کی کہ میری اہلیہ کے انتقال کے بعد آپ پہلی دفعہ مانچسٹر آئے ہیں اور براہ مہربانی اس کی مغفرت کے لیے دعا کریں جب مولانا نماز سے فارغ ہوکر کھانے کے لیے بیٹھے تو دوبارہ دریافت کیا کہ دعا کی ہے......؟ تو مولانا نے کہا کہ دعا بھی اور ایصال ثواب بھی کیا ہے بات سے بات نکلتی رہی کہ علامہ صاحب نے بتایا کہ مرحومہ بہت نیک خاتون تھی درس تدریس معمولات ومہمان داری کے ساتھ علامہ صاحب کی خدمت کو حرز جان سمجھتی تھی۔ علامہ صاحب نے بتایا کہ انتقال سے پہلے اپنی تمام خبریں بشمول کپڑے وغیرہ تمام بچوں میں تقسیم کردیں اور بتایا کہ اس گھر سے ایک فرد کم ہونے والا ہے۔

بچوں نے پوچھا کون تو خاموش ہوگئیں۔ علامہ صاحب پرنم آنکھ سے بہت دیر تک باتیں کرتے رہے آخر میں کہا کہ اس کے (اہلیہ کے) بعد تمام رشتے بدل گئے پہلے مجھ جو بھی وقت ہوجاتا رات کتنی ہی دیر ہوجاتی کوئی مہمان آتا یا جاتا مجھے احساس تھا کہ اپنے گھر جانا ہے۔ آج میرے بچے ہیں الحمدللہ اللہ کی بڑی نعمت ہے مگر اس کے (اہلیہ کے) جانے سے جیسے لگتا ہے تمام رشتہ بدل گئے اور اب وہ گھر جیسے میرا نہ رہا ہو کوئی میری بچی کا گھر ہے کوئی میرے بیٹے کا گھر

ہے رات گئے محفل سجی رہی اور کئی دوسری باتیں ہوتی رہیں۔

بدھ 15 جولائی

صبح ناشتہ کے بعد حضرت علامہ صاحب نے کینیڈا کے لیے دعا کے ساتھ رخصت کیا اور آج حضرت نے بائل ڈیوز میری اور بریڈ روڈ جانا تھا جس کے لیے برادرم مقبول صاحب نے حضرت سے درخواست کی کہ میری گاڑی میں سفر ہو جائے اس دوران مولانا محمد اقبال رنگون تشریف لے آئے مولانا موصوف یہاں برطانیہ میں دین کے کام کے علاوہ ہسپتال اور کئی رفاعی کاموں کے علاوہ تصنیف و تالیف کا کام کر رہے ہیں پرانی تصانیف کا ذوق قابل رشک تھا۔ حضرہ مولانا نے ان کو الحسن کا نفیس نمبر پیش کیا تو جیسے پتہ نہیں ان کو (مولانا اقبال رنگون کو) جیسے کوئی خزانہ مل گیا ہو۔ فرمایا کہ اس میں سے کئی ایک حوالہ اور کئی اسنا دو اکابر کا مسلک واضح ہوگا۔ جامعہ اشرفہ کو اس عظیم کارنامے پر شکریہ ادا کیا۔

ابھی یہ باتیں کر کے رخصت ہوئے اور علامہ صاحب کی مسجد سے نکلنے کی تیاری تھی کہ معلوم ہوا کہ علامہ صاحب کی پرواز over book تھی جس کی وجہ سے علامہ صاحب کو جہاز میں جگہ نہ مل سکی اور فون پر بتایا کہ واپس آ رہے ہیں اب آئندہ کل جائیں گے۔ بہرحال حضرت مولانا نے علامہ صاحب کی واپسی کا انتظار کیا ور مفتی فیض الحسن نے حضرہ کی معیت میں کچھ وقت گزارنے کی خواہش کی لہٰذا اب ہم چاروں بائل' ڈیوز بری اور بریڈ فورڈ کی طرف روانہ ہوئے۔

سب سے پہلے دوپہر کا کھانا مولانا محمد ایوب سورتی دامت برکاتہم کے گھر پر ہوا۔ مولانا کے گھر پر آ کر مجھے اپنا حضرہ شاہ صاحب کے ساتھ تعلق تازہ ہو جاتا ہے۔ یہ وہی گھر ہے جہاں حضرہ شاہ صاحب کے ساتھ قیام ہوتا تھا مولانا کو حضرت مولانا فضل الرحیم نے ان کی کتاب برکاۃ دعا کے لاہور ایڈیشن کے نسخے پیش کیے اور الحسن کا نفیس نمبر عنایت کیا جس پر مولانا ایوب سورتی بہت خوش ہوئے اور مولانا فضل الرحیم کا اس عظیم خدمت پر شکریہ ادا کیا پرتکلف کھانے کے بعد مولانا کے بیٹے مسیح اللہ ہمیں لے کر مولانا محمد یوسف ساچا کے پاس لے گئے یہاں یہ بات عرض کرنا رہ گیا کہ مولانا محمد ایوب صاحب کے گھر مولانا عبدالرؤف لاجپوری خلیفہ مجاز مولانا مسیح اللہ خان بھی موجود تھے۔ مولانا محمد ایوب صاحب اور ان کے بچوں کو حضرت نے متوجہ کیا کہ اکابرین و مشائخ نے اخیر عمر میں برطانیہ یورپ کے اسفار متواتر کے اور کئی احباب کو خلافت و اجازت مرحمت فرمائی۔ مجالس ذکر اور خانقاہیں قائم فرمائیں مگران کے بعد برطانیہ میں خانقاہوں اور محافل و مجالس ذکر اور خصوصاً مولانا مسیح اللہ خاں کا برطانیہ کا سفران کے (مولانا محمد ایوب) کے گھر پر تین ماہ قیام اس کے بعد کئی اکابر کا برطانیہ آنا حضرہ نفیس شاہ صاحب کا ان کے گھر قیام' معمولات اور پھر مولانا کو اجازت خلافت......اس پر مولانا محمد ایوب صاحب نے مولانا سے ایک پروگرام خصوصاً اصلاح (سلوک و احسان)

کے لیے سفر کی درخواست کی جس کو مولانا نے قبول کرتے ہوئے کہا کہ میرے لیے سعادت ہوگی اور وعدہ کیا کہ جلد دوبارہ برطانیہ کا دورہ ہوگا۔ مولانا محمد یوسف ساچا کا حلال اور حرام پر امت کی خدمت قابل تحسین ہیں۔ اسی طرح روایت ھلال پر بھی امت کے اجماع کے لیے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ مولانا کو حضرہ مولانا فضل الرحیم صاحب نے جامعہ اشرفیہ میں شعبہ حلال اور حرام کے قیام کے اغراض اور مقاصد کے بارے میں آگاہ کیا جس پر مولانا محمد یوسف ساچا نے اپنی حالیہ practice کے بارے میں مولانا کو آگاہ کیا اور ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

مولانا محمد یوسف کے بعد ہمارا سفر برڈ فورڈ کی مسجد کے لیے شروع ہوا جو تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت پر تھا اس سفر کے دوران ہمارے میزبان برادرم مقبول صاحب نے مولانا سے کہا کہ آپ کا دین کے لیے اور امت کی اصلاح کا اور اس قدر صحیح کام لائق تحسین اور مشعل راہ ہے اور دعا دی اور رب العزت آپ کو نظر بد سے محفوظ رکھے اور رب العزت اپنی رضا کے مطابق کام لیتا رہے۔ اس کے بعد ہم دونوں مسجد مولانا عبدالباری' مولانا ابراہیم صاحب کے پاس گئے یہاں پر ایک بچہ محمد وقاص بن عبدالقیوم کا قرآن کریم کی تکمیل ہوئی تھی اور حضرت سے پوچھا ابراہیم سے دعا کی درخواست کی جس پر حضرت نے بچہ سے پہے آخری سورۃ سنیں اور حضرت نے جامعہ کے ان ذمہ داان مولانا ابراہیم اور مولانا عبدالباری کو جامع کی طرف سے سند اجازۃ الحدیث کا اعلان فرمایا جامعہ ہذا کے مدرسہ میں ماحول تربیت شرح خواندگی مثالی تھی۔ اس کے بعد مولانا ابراہیم حضرت کو گھر لے گئے جہاں دوپہر کا کھانا ہوا۔ کھانے سے پہلے بریڈفورڈ کی قدیم ترین مسجد میں حاضری ہوئی اور نماز عصر ادا کی۔

بندہ کا ایک بچپن کا دوست نوٹنگھم (Notingham) میں رہتا تھا مگر حضرت کی مصروفیات اور میرے اس دوست کی نوکری کی وجہ سے مہلت نہیں مل رہی تھی کہ میں نوٹنگھم چلا جاؤں یا وہ مجھ سے ملنے کے لیے آئے۔ یہاں بریڈفورڈ (Brad ford) سے نوٹنگھم تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر تھا اور اس مسجد کے بعد حضرت نے برادرم ذوالقرنین اور حضرت پیر رضوان بادشاہ کے پاس جانا تھا اور رات واپسعلامہ خالد محمود مدظلہ کے پاس مانچسٹر پہنچنا تھا...... مفتی فیض الحسن اور برادرم مقبول کی وجہ سے حضرت سے آج رات کی اجازت مانگی جو حضرت نے عنایت کر دی اور بندہ کو برادرم ذوالقرنین نے ٹرین سے روانہ کرنے کا بندوبست کروا دیا اور میں نوٹنگھم روانہ ہو گیا۔

مولانا کے گھر پر کھانے کے بعد شیخ ذولقرنین (جس کے والد کا نکاح حضرت مفتی محمد حسن نے پڑھایا تھا) کی والدہ کے گھر پر چائے کا پر تکلف اہتمام تھا اور شیخ صاحب کی والدہ نے پورے خاندان کو اکٹھا کیا ہوا تھا حضرت مولانا کی طبیعت کھل گئی حالانکہ صبح سے سفر در سفر تھا ابھی یہ کیفیت تھی اور ابھی یہ ہوا کہ حضرت سے ایک سالہ بڑی پیاری بچی سے تعارف کروایا گیا اور بتایا کہ اس کی والدہ کو ابھی کچھ دن پہلے طلاق ہو گئی ہے جس پر حضرت کی طبیعت پر انتہائی صدمہ ہوا اور اس پر حضرت نے بہت لمبی پر سوز دعا فرمائی۔ یہاں سے شیخ ذوالقرنین اپنے گھر لے گئے۔ شیخ صاحب نے تمام زندگی ٹیکسی ڈرائیور بن کر اپنی نئی نسل کی تعمیر نو کی اس کا مشاہدہ ہوا اور مولانا شیخ صاحب کی بچیوں کی دنیاوی تعلیم

اور دینی تڑپ دیکھ کر متاثر ہوئے۔ بچیوں کو حضرت نے بہت دعائیں دیں اور بذریعہ Email اور ٹیلی ویژن رابطہ کی نصیحت کی۔

اس کے بعد حضرت پیر سید رضوان بادشاہ کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ پیر صاحب کئی ہفتوں سے دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور ان کے گھر کے کئی افراد جامعہ اشرفیہ میں زیر تعلیم ہیں۔ پیر صاحب نے بھی کئی احباب کو اکٹھا کیا ہوا تھا۔ پیر صاحب کا اصرار تھا کہ حضرت مولانا کم از کم ایک رات قیام فرمائیں مگر چونکہ علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم نے رخصت نہ دی بلکہ علامہ صاحب کا آج کینڈا کا سفر تھا مگر علامہ صاحب مولانا سے باتوں میں لگے رہے اور غالباً بڑی بے دلی کے ساتھ ایئرپورٹ کے لیے روانہ ہوئے مگر جہاز کی تمام نشست پر مسافر آ چکے تھے اور علامہ صاحب کو واپس آنا پڑا۔ ایئرپورٹ سے علامہ صاحب کا اصرار تھا کہ مولانا ان کا انتظار کریں بہرحال علامہ صاحب اور مولانا کی محبت ہمارے لیے مشعل راہ ہے اور اکابر کی باہم تعلق کی آئینہ دار ہے۔ جو علامہ صاحب کی خواہش تھی کہ مولانا کے ساتھ تمام دن سفر کریں مگر باوجود خواہش کے ساتھ نہ ہو سکا۔

بہرحال بات پیر صاحب کی ہو رہی تھی حضرت نے جب بھی پیر صاحب سے رخصت کے لیے کہا پیر صاحب رات کے قیام اور مزید ٹھہرنے کا تقاضا کرتے رہے۔ بہرحال اول تا اخیر پیر صاحب حضرت مولانا سے حسن خاتمہ کے ساتھ شرک اور بدعات سے خاتمہ کے لے دعا کی درخواست کی۔

پیر صاحب سے رخصت کے بعد مولانا اکرم، حافظ منصور کی مسجد میں نماز اور بیان ہوا۔ مولانا نے یہاں بھی پاکستان کے حالیہ حالات، ذاتی اصلاح کی فکر، اللہ سے توبہ و استغفار اور سورۃ الشّمس کی نصیحت فرمائی آج کا دن مصروف ترین بلکہ یہ کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ حضرت تمام دن احباب کے ساتھ گزارہ مگر صبح سے مانچسٹر، بائلی، ڈیوربری، بریڈفورڈ، لیدر اور پرڈرفیلڈ کا سفر کر کے واپس مانچسٹر یعنی صبح کے دوران بھی اتنی مصروفیت نہ ہوتی ہو۔ بہرحال آدھی رات کو مانچسٹر واپسی ہوئی اور بندہ بھی اگلے دن صبح نوٹنگھم سے واپس مانچسٹر پہنچ گیا۔

جمعرات: 16 جولائی

دوسرے دن صبح (جمعرات) کے دن علامہ خالد محمود صاحب کی اکیڈمی میں جانا تھا اور یہاں چودھری نیاز محمد صاحب سے بھی ملاقات کرنی تھی لہٰذا جب علامہ صاحب کو رخصت کیا اس کے بعد ایک صاحب تشریف لے آئے اور تجدید نکاح کی درخواست کی جس کو حضرت نے قبول فرمالیا اور اس کے بعد اکیڈمی چلے گئے جہاں چودھری صاحب پہلے سے منتظر تھے چودھری صاحب کا اس عمر میں روزانہ اکیڈمی آنا اور اس کی دامے درمے خدمت صرف اور صرف اکابر کی نسبت اور تعلق کا مظہر ہے۔ چودھری صاحب کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا قاری طیب صاحب سے تھا۔ اس کے علاوہ میرے شیخ و مربی سید نفیس الحسینی سے خاص عشق اور لگاؤ تھا۔ بتانے لگے کہ ان کا لاہور کا سفر ہوا تو کچھ احباب

نے کہا کہ فلاں ڈاکٹر صاحب کی معیت میں حضرت شاہ صاحب کے پاس جانا ہے اور حضرت ڈاکٹر صاحب سے خاص شفقت فرماتے ہیں تو میں (چودھری نیاز صاحب) نے ازراہ تبسم فرمایا کہ بھئی میرا شاید ان ڈاکٹر صاحب سے بھی زیادہ حضرت شاہ صاحب کے پاس اکرام ہوتا ہے میں تو خود اکیلا ہی (براہ راست) جا رہا ہوں کیونکہ لاہور میں ہوتے ہوئے کسی کا انتظار کروں یا کہیں اور وقت ضائع کروں اس سے بہتر ہے میں حضرت شاہ صاحب کے پاس جا کر بیٹھا رہوں اور وقت کو قیمتی بناؤں۔حضرت شاہ صاحب کا اپنے گھر اور خانقاہ میں ایک ایک سے اس طرح کا تعلق (کہ ہر ایک یہ سمجھے مجھ سے زیادہ شاید کسی سے اتنی خصوصیت شفقت فرماتے ہیں) اکابر کی اتباع اور مثالی تھا۔بہرحال بات چودھری نیاز صاحب کی ہو رہی تھی چودھری صاحب یہاں (مانچسٹر میں) عرصہ سے پرنٹنگ کا کام کرتے ہیں اور ان کا کاروباری انداز خالص، سچ بول پورا تول، یعنی عملاً مسلمان اور برطانیہ کے اس شہر مانچسٹر میں مصروف ہے۔دیر تک چودھری صاحب اپنا حضرہ مولانا عبیداللہ اشرفی اور مولانا عبدالرحمٰن اشرفی سے عقیدت اور محبت، حضرت مولانا قاری محمد طیب ے حضرت شاہ صاحب کی مجالس اور نصائح کا تذکرہ کرتے رہے۔خصوصاً قاری طیب صاحب کا بتایا ہوا وظیفہ چودھری صاحب کثرت سے پڑھتے ہیں۔**قل اللهم مالك الملك توتی الملك ممن تشاء و تعز من تشاء و تزل من تشاء بيدك الخيرانك على كل شئی قدير** (تیسرا پارہ) اس طرح حضرت کی معیت میں حج کا سفر اور ان کے وضائف اوراذ کار جن کا آج تک چودھری صاحب پابندی سے کرتے چلے آرہے ہیں (اور رب العزۃ مجھے بھی پابندی ذکر اذ کار و تسبیحات عطا کردے) جس کی وجہ سے اللہ کی نعمت کا شکر بھی ادا ہوتا ہے اور زندگی بھی خوشگوار اور مطمئن گزرتی ہے۔اس کے بعد بھائی مقبول صاحب اپنی دکان پر دعا کے لیے گئے یہاں حضرت نے ان کے کاروبار کی برکت کے لیے دعا کی اور ساتھ والی دکان بھائی مقبول صاحب کے بھائی کی تھی وہ بھی دعا کے لیے تشریف لے آئے اس کے بعد عزیز قمر زماں کے ساتھ گلاسگو کا سفر ہوا۔الحمدللہ عصر تک گلاسگو پہنچ گئے جہاں ہمارے میزبان قاری عبدالماجد، حافظ زاہد، حافظ محمد شفیق صاحب اور حافظ قاسم وغیرہ جمع تھے اور منتظر تھے عصر مغرب اور عشاء تک کئی احباب جن میں ڈاکٹر عبدالرزاق قاضی جناب محمد ارشد صاحب (جو قاری عبدلماجد کے سمدھی بھی ہیں) ان کے بڑے بیٹے محمد وسیم صاحب شامل ہیں آئے اور عشاء تک یہ محفل سجی رہی اس کے بعد آج حضرت نے کچھ پہلے آرام کے لیے احباب سے اجازت لے لی۔

جمعۃ المبارک: 17 جولائی

گزشتہ دن پہلے جلدی سونے کی وجہ سے آج جمعہ کے دن طبیعت خاصی تروتازہ (Fresh) تھی اور صبح پتہ چلا کہ مفتی فیض الرحمٰن اور برادرم قمرالزمان آج کے دن حضرت کی معیت میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کی غرض سے ٹھہر گئے۔ آج جمعہ کی نماز حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ نے جامع مسجد لارنک میں پڑھانا تھی جمعہ

کے خطاب کے لیے مسجد کے خطیب وامام صاحب قاری محمد ہاشم اورکئی احباب منتظر تھے جمعہ کی نماز میں مسجد میں خواتین وحضرات سے بھری ہوئی تھی اور مسجد کی تعمیر ڈیزائن تزئین آرائش صفائی قابل ستائش تھی جس کا حضرہ مولانا نے کھل کر اظہار کیا اورخوب دعائیں دیں جمعہ کے خطبہ میں حضرتمولانا نے یہاں اپنے اوراپنے اہل وعیال کے ایمان تربیت اور حسن سلوک پرمختصر خطبہ دیا اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید تجوید سے پڑھنا (غیرعربی سے ہونے والی کوتاہیاں) توبہ (اوراس کا طریقہ اوراس کا تمام زندگی اہتمام کرنا) اپنی اصلاح اورامت کوتبلیغ کرنے کا اکابر کا سلیقہ‘ علم اور حلم‘ مغربی میڈیا (اوراس کی ثقافتی یلغار) سے بچنے کا طریقہ۔ پاکستان کی حالیہ صورتحال (اوراکابر کا توبہ اوربچوں کونمازی بنانے کی تلقین) کے ساتھ آخر میں بحیثیت خاوند اپنے اہل وعیال گھر والوں سے حسن سلوک کے حوالہ سے مختصر مگر جامع اور مرقع بیان فرمایا۔ باہر نکلتے ہوئے مولانا کومل کر مسجد کے بعض احباب کی خوشی اوران کی پرنم آنکھیں قابل دید تھیں۔

حضرت نے جمعہ کے بیان میں فرمایا کہ شریعت میں نیت کا بڑا مقام ہےاوراسی طرح سنت کے مطابق ہر ہر عمل کا دنیااوردین میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اس کا صحیح مشاہدہ ہر دور میں ہوتا رہاہےاورآج بھی جولوگ صحیح نیت اورسنت نبوی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتے ہیں وہ دنیا میں مطمئن کامیاب اورقابل تقلید ہیں۔ فرمایا کہ میرے ڈاکٹر حفیظ اللہ مہاجر مدنی فرماتے ہیں اپنا ہر عمل سنت کے مطابق گزارنے کے لیے میں (ڈاکٹر حفیظ اللہ) نے مشق کی ہے بس اتنی سی بات ہے کہ جوکام کرنا ہو پہلے کچھ رک کر یہ سوچیں کہ اسلامی تعلیمات اورسنت نبوی کیا ہےاور پھراس کے مطابق عمل کریں۔

پھر فرمایا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی تمام زندگی پریشان‘ مصائب اورمعاشی تنگی میں گزری مگر جب گھر میں داخل ہوتے تو معاشی سماجی پریشانیوں کا ہمیں (گھر والوں کو) احساس نہ ہونے دیتے بس چہرے پر تبسم اوربچوں کے ساتھ بیوی کے ساتھ مزاح ان کے ساتھ کھیلنا لہٰذا اگر ہم اپنی گھریلو مسائل سے نکلنا چاہتے ہیں تو معاشی اورگھریلو زندگی کے اندرتوازن پیدا کریں۔ اہل خانہ خصوصاً بیوی بچوں کے ساتھ کھیلنا اکابر کے حالات وواقعات اور پھرنماز کے بعددل لگا کر **ربنا هب لنا من اذواجنا و ذريتينا قرة اعين و جعلنا للمتقين اماما**.

اس کے بعد مسلمان اورخصوصاً پاکستان کے حالات سے نکلنے کے لیے سورۃ الشمس اوراس کا پس منظر کے ساتھ حضرت نے التجا کی کہ توبہ واستغفار کی طرف توجہ کریں گھر والوں کو پیارمحبت سے نمازی بنائیں اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکرادا کریں۔ فرمایا اللہ کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں اورتوبہ ایسی چیز ہے جس سے اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔

بچوں کی تربیت کے حوالہ سے حضرہ نے فرمایا کہ آج میڈیا کی ثقافتی یلغار کی وجہ سے بچوں کا ایمان بچانا مشکل ہوگیا ہے مگرسورۃ لقمان کی دعا (جو پہلے ذکر کی گئی) اوربچوں کے ساتھ مسلسل تعلیم وتربیت کی طرف توجہ کی وجہ سے کوئی وجہ نہیں (یہ ہوہی نہیں سکتا) کہ ہم اپنے بچوں کوصحیح مسلمان اورکامیاب انسان نہ بناسکیں بس ضرورت اس کی ہے کہ محبت کے ساتھ مسلسل جدوجہد جاری رکھیں اور شیطان کوحاوی نہ ہونے دیں۔

گلاسگو‘ مدرویل اورہملٹن برطانیہ کی ریاست سکاٹ لینڈ کے جڑواں شہر ہیں اورآپس میں تقریباً دس یا پندرہ میل کا

فاصلہ ہوگا۔ یہ شہر خوبصورت، پرسکون ہیں۔ مسلمانوں کی کافی آبادی اور چند ایک پرشکوہ اور عالیشان مساجد یہاں بسنے والے مسلمانوں کی دینی دلچسپی اور اسلام سے وابستگی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اکبرالہ آبادی کے شعر کا مصداق ہے جو بندہ اکثر سنایا کرتا ہے۔

چرخ پر جھلو

مگر اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

یقیناً ہمارے بڑے اوران کے بڑے اوران کے بڑے حتیٰ کہ صحابہ کرام تک جہاں بھی اسلامی تشخص دینی حمیت اور اپنی معاشرتی ذمہ داریوں کے ادائیگی مثلاً (1) سچ بول پورا تول معاملات میں خدا خوفی (2) حقوق اللہ کی ادائیگی ور بچوں کی تربیت کا اہتمام (3) اپنی اصلاح اور معاشرے میں اپنی اسلامی تشخص کا دفاع جیسے اعمال سے نہ صرف وہ جہاں گئے کامیاب وکامران رہے بلکہ جوق درجوق غیر مسلم حلقہ اسلام میں داخل ہونے کا سب سے بڑا سبب بنے۔

آج اس دور میں ہمارے ایسے مسلمانوں کی بھی بڑی تعداد ہے جو برطانیہ یورپ اور امریکہ اترتے ہی (بلکہ جہاز میں قدم رکھتے ہیں) ایسا رنگ بدلتا ہے کہ (جیسے قیامت کے دن میں مشہور ہے کہ کوئی کسی کو نہیں پہچانے گا) بقول اقبال

وضع میں تم ہو نصرانی تمدن میں ہنود

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائے یہود

مگران کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی ایک تعداد دنیا میں ہر جگہ ایسی ملے گی جیسے ہم نے برطانیہ میں دیکھی کہ (1) اپنے پیشے میں اسلامی تعلیمات کا خیال رکھتے ہیں (2) نماز روزہ حج زکوۃ میں بھی ان کو کوئی چیز مانع نہیں (3) اپنی اور اپنے بچوں کی تربیت سے بالکل غافل نہیں بقول اقبال

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

اللہ رب العزت ان کی حفاظت فرمائے اور دنیا میں سرفراز فرمائے اور ہم سب کو ان سے سبق سیکھنے اور ان کی صحبت میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بزرگوں کی صحبت میں رہ کر جیسے اپنی اہمیت اور دنیا میں اپنی دینی ذمہ داریوں پر کام کرنے کی دوبارہ توفیق ہو جاتی ہے بقول میرے شیخ حضرہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے ''بیٹری چارج ہو جاتی ہے۔'' بندہ مضمون سے ہٹ گیا مگر بعض باتیں ایسی ہیں جن کا تذکرہ ناگزیر ہوتا ہے اور ضروری نہیں کہ کوئی واقع کا حوالہ دیا جائے بہرحال مولانا کا اگلا بیان مغرب کے وقت گلاسگو کی ایک مسجد میں تھا مگر ابھی کچھ وقت تھا تو مدرسہ /مسجد میں نماز عصر ادا کی اور اس کے بعد مغرب سے پہلے گلاسگو کی مسجد میں پہنچ گئے حضرہ مولانا کے حلقہ اور مسجد کے نمازیوں کے علاوہ ایک بڑی تعداد ایسے مسلمانوں کی موجود تھی جو مولانا کی موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے اور تسکین دل اور اپنی اصلاح کا جذبہ لے کر مسجد کی رونق میں اضافہ کیے ہوئے تھے۔

مجھے یاد آ گیا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت سے قبل مساجد مدارس کو اٹھایا جائے گا مگر یہ اللہ سے فریاد

کریں گی کہ ہماری رعیت اور ہماری اولاد کو بھی ساتھ اٹھایا جائے۔ اللہ رب العزت باوجود علم کے دریافت کریں گے کہ رعیت اور اولاد سے مطلب تو یہ مساجد اور مدارس کہیں گے کہ وہ اللہ والے جنہوں نے ہمیں بنایا' ہماری خدمت (آرائش آسائش تعمیر وغیرہ) کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے' ان کے دل ایک نماز سے دوسری نماز تک ہماری طرف لگے رہتے تھے...... بہرحال بات مولانا کی مغرب کے بعد کے بیان کی کرنی تھی جس میں مولانا میں فرمایا کہ اسلام میں نیت کا بہت بڑا دخل ہے اگر مسلمان کی نیت صحیح تو عمل قبول مبرور اور باوزن اور ہماری نیت میں کمی ہے تو اعمال بے وزن ہمارا مذہب تو دراصل قدرتی فطری مذہب ہے آپ کی نیت صحیح تو سونا جاگنا کھانا پینا (ہر کام) عبادت غور کریں کہ بخاری شریف کی سب سے پہلی روایت اور راوی حضرت عمر فاروقؓ اور میرے شیخ ڈاکٹر عبدالحئی عارفیمہاجر مدنی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی نیت کو صحیح کرنے اعمال کو صحیح کرنے کی برسوں مشق کی ہے وہ اس طرح کہ مثلاً میں گھر میں داخل ہوتا ہوں' تو تھوڑا توقف کرتا ہوں سوچتا ہوں کہ نبی کریمﷺ گھر میں کیسے داخل ہوتے داخل ہونے کے بعد اہل خانہ کو مسکرا کر سلام کرتا ہوں بچوں سے مصافحہ کرتا ہوں' بچوں کو پیار کرتا ہوں یعنی کوشش کرتا ہوں کہ نبی کریمﷺ کی ایک ایک سنت ادا ہو جائے۔ بعض اوقات بچوں کو تنبیہ کرنا پڑتی ہے تھوڑا توقف کرتا ہوں کہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے پھر نبی کریمﷺ کی طرح بچوں کی تربیت کی کوشش کرتا ہوں کھانے پر بیٹھتا ہوں کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا کھانا کھانے کی دعا پڑھنا۔ ایک لقمہ بنا کر بیوی کو دینا (یعنی کوئی موقع ثواب کا یا) سنت کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔

ان باتوں سے میری (مولانا فضل رحیم صاحب کہتے ہیں) طبیعت میں یہ سوال پیدا ہوا کہ نبی کریمﷺ کی زندگی سے زیادہ مصائب اور تکلیف والی زندگی کس کی گزری ہوگی۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریمﷺ سے پوچھا کہ آپﷺ کی زندگی کا سب سے مشکل دن کونسا ہے کیونکہ میرا خیال تھا کہ جنگ احد سے زیادہ مشکل کونسا دن ہوگا کہ 70 صحابہ شہید اور مدینہ شریف کے ہر گھر سے جنازہ اٹھا مگر نبی کریمﷺ نے فرمایا میری (نبی کریمﷺ کی) زندگی کا سب سے مشکل اور کٹھن دن طائف والا دن کہ میں تنہا اور وہاں بچے میرے ٹخنے کا نشانہ بنا بنا کر مارتے تھے اور دیکھیے اس وقت امت کے لیے دعا کر رہے۔

ہاں نبی کریمﷺ کی مصائب کا اندازہ کریں کہ حضرہ عائشہؓ کہتی ہیں (قسم کھا کر کہتی ہیں) نبی اکرمﷺ نے تمام زندگی متواتر دو دن پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا مگر گھر میں داخل ہو رہے ہے تو حضرہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ کے چہرے پر مسکراہٹ اور طبیعت میں عجیب کیفیت (کہ جیسے باہر بازار و مصیبت کے مسائل کو گھر سے باہر چھوڑ کر داخل ہوتے اور) ہمارے ساتھ ہر لمحہ شیئر کرتے مزاح وخوش طبیعی سے باتیں کرتے۔ آج امت جس پریشانی سے گزر رہی ہے ہر مسلمان پریشان ہے۔ معاشی پریشانی ہے کہیں خاندانی پریشانیاں ہیں کہیں بیماریاں ہیں اور پوری امت مسلمہ پر جس طرح غیر مسلم ٹوٹ پڑے ہیں اور غیر مسلم طعنے دیتے ہیں...... بہرحال پریشانی ہی پریشانی ہے...... مجھے یہاں برطانیہ قیام کے دوران 90% جو فون آئے وہ گھریلو جھگڑے ماں بہن کا' باپ بیٹے کا اور زیادہ تر تو میاں بیوی کا آج

شیطان بالکل حاوی ہوگیا اوراس نے ہمارے گھر میں گھس کر ہر طرح سے تباہ کرنے کے منصوبے بنارکھے ہیں۔یقین جانیے میاں بیوی کے جھگڑے کے بعد ممکن ہی نہیں کوئی خیر ہمارے معاشرے میں رہ جائے اور یہ سب کچھ اس لیے کہ ہماری نیت اور ہمارے سوچنے کے رخ بدل گئے۔ نبی کریمﷺ کی سنت چھوٹ گئی۔

گزشتہ دنوں میرے پاس مدینہ شریف سے ایک بزرگ آئے اندرآ کرکنڈی لگالی' ڈھاڑیں مار کر رونے لگے مجھے بھی رلا دیا کہتے ہیں کیا ہوگیا ہے مسلمانوں کو مجھے نبی کریمﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ پریشان ہیں فرمایا کہ اللہ رب العزت ناراض ہیں فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کی مدد نہ کرو' ان کے حال پر چھوڑ دو' اس کے بعد میرے پاس ایک بزرگ کا فون آیا بتایا کہ کسی نے خواب دیکھا ہے اور بتایا کہ نبی کریمﷺ پریشان ہیں جنگل میں ہیں اور فرمایا کہ مسلمانوں کو پیغام دے دو کہ اللہ رب العزت کا عذاب آنے والا ہے اور اللہ محفوظ رکھے) اللہ کا عذاب پاکستان پر آنے والا ہے اوراس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ سورۃ الشّمس ستر ہزار مرتبہ پڑھی جائے۔قرآن شریف کی 116 سورتوں میں سے اس کا انتخاب کیوں کیا۔ یہ واحد سورۃ ہےجس میں اللہ نے 11 قسمیں کھائی ہیں ذرا سوچیے کیا ضرورت تھی اللہ کو اتنی قسمیں کھانے کی بات کی اہمیت ہمارے دل میں بیٹھ جائے کہ کتنی بڑی کوتاہی ہورہی ہے آج جس طرح ہمارے اندر بغض کینہ' حسد' غرور' تکبر اور ایسی کئی اللہ کی نافرمانیاں بھرگئی ہیں پس ذرہ سی بات ہوئی رشتہ بڑے چھوٹے بزرگ' استاد شاگرد کسی کا خیال نہیں' بیوی کو میاں کا میاں کو بیوی کا۔اللہ رب العزت نے قرآن شریف میں پہلی قوموں کے حالات کا تذکرہ کر کے ہمیں نصیحت فرمائی وگرنہ اللہ رب العزت کوئی قصہ گو ہیں یہ کوئی کہانیاں تھیں بلکہ نصیحت ہے جو عقل مند ہیں ان کے لیے بتایا گیا ہے کہ یہ خصائص جن قوموں میں آتے ہیں ان کا حشر کیا ہوتا ہے۔

لولا تستغفرون الله لعلم ترحمون

اللہ سے معافی مانگ کر اللہ کی رحمت کے مستحق بن جائیں۔

لاملجاء ولا منجا من الله الا اليه

کوئی حاجت روا کوئی مددگار کوئی ملجا و داتا اللہ کی ذات کے علاوہ نہیں اور قربان جائیں اس خالق کے جتنے گناہ ہوں زمین سے آسمان تک بس ایک مرتبہ توبہ کرلی اللہ رب العزت کے سامنے اور جس پر ظلم کیا یا جس کا کوئی حق مارا اس سے ایک مرتبہ ہمت کر کے معافی مانگی جائے دیکھیں خدا کی رحمت بارش کی طرح کیسے متوجہ ہوتی ہے۔

حکومت سعودی عرب نے غلاف کعبہ پر ایک آیت کا انتخاب کیا ہے۔

ومن يعمل سوء او يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفور الرحيم. (پانواں پارہ سورہ النساء)

میرے والد بانی جامعہ اشرفیہ کے پاس ایک نوجوان آیا اور کہا کہ مجھ سے گناہ ہوگیا ہے چین نہیں آرہا میرے والد نے کہا دو رکعت نماز توبہ پڑھو اور اللہ سے توبہ کرو

میرے دوستو جس مشکل دور سے ہم گزر رہے ہیں اس میں ہر ایک کا غیر معمولی کیفیت اور اضطراب کا ہونا فطری تقاضا ہے مگر اپنے آپ پر تھوڑا سا جبر کریں اور پھر سوچیں کیا کرنا ہے میرے شیخ ڈاکٹر حفیظ اللہ مہاجر مدنی فرماتے ہیں حالات اس سے 100 گنا زیادہ خراب ہو جائیں اور مسلمانوں کے خلاف اسلام کیخلاف جتنی بھی سازشیں ہوں یہ دین مٹنے والا نہیں اور وہ دین کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ رب العزت نے لیا ہے یقین جانئے جہاں ایک طرف مسلمانوں کی زبوں حالی اور شکستہ کیفیت آ رہی ہے وہاں دوسری طرف اللہ رب العزت اپنے معجزے بھی دکھا رہے ہیں پچھلے دنوں میرے پاس شمالی علاقہ جات سے ایک مدرسہ سے اطلاع آئی کہ ایک بچی نے ایک ماہ میں قرآن شریف مکمل حفظ کیا ہے اور ایسے کہ جہاں سے سن لیں۔ مولانا روم

سالہا تو سنگ بودی دل خراش
آزمورا یک زمانے خاک باش

آہ......آئے آنکھ کان اور زبان کی حفاظت کریں مولانا روم

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافرو گبرو بت پرستی باز آ
ایں در گہہ ما درگہہ نومیدی نیست
ست بار اگر تو بہ شکستی باز آ

میرے دوستو مایوس نہ ہوں اپنی اصلاح کر کے توبہ کر کے دیکھ لیں میرے شیخ جن کا میں نسخہ بتا رہا تھا کہتے تھے کہ خدا کا فرمان ہے کہ اگر تم دین کو چھوڑ دو گے میں کسی اور قوم کو لے آؤں گا۔ فرمایا کہ حالات اس سے 100 گنا بھی خراب ہوں جو کام حکمت اور پیار کے ساتھ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ کریں۔ یک دم ٹی وی بند نہیں ہو سکتا اس کو چلتا رہنے دیں مگر نیکی کی ترغیب اور نیکی کے جراثیم داخل کر لیں بچوں اور بیوی کو محبت سے حکمت سے احساس دلائیں۔

شام اپنے پیاروں کو دفن کر کے آ رہے ہیں لیکن جانیے یہ زندگی 100 سال کی بھی ہو تو آخرت کے اڑھائی منٹ (کہ جس کا دن دنیا کے 50 ہزار سال کے برابر ہے) امام غزالی کہتے ہیں کہ زمین سے آسمان تک یہ خلاء رائی کے دانوں سے بھر دیا جائے اور ایک پرندہ آئے ایک دانہ لے جائے اس کے بعد ایک کھرب سال کے اور ایک پرندہ آئے ایک دانہ لے جائے۔ یہ دانے ختم ہو جائیں گے مگر قیامت کی زندگی قیامت کا دن ختم نہ ہو گا۔ میرے دوستو حالات اور اپنے اموال کا محاسبہ کریں۔ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کے سبب کس طرف جا رہے ہیں۔ پچھلے دنوں حاجی عبدالوہاب مدظلہ کا پیغام آیا فوراً یہ بات ہوئی بندہ اکثر حضرہ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا ہے۔ فرمایا کہ سو فیصد بچوں اور بچیوں کو نمازی بنائیں مجھے اقبال کا ایک شعر یاد آ گیا۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

ہمارے بزرگوں کے قلب پر میں سمجھتا ہوں ان کی عاجزی اور اکابر کی خدمت اطاعت کے سبب ہے اللہ رب العزت بعض حکمت کے وہ نسخہ کشف ہوتے ہیں جس سے پوری امت کو نفع ہوتا ہے۔ایسے ہی ایک نسخہ آیت کریمہ کا ہے یعنی اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ ہم قایمت تک مومنوں کو اس کی وجہ سے نجات دیں گے نیز عزیزوں میں آیت کریمہ 360 مرتبہ پڑھنے کے فضائل لکھے ہیں اس کا معمول بنائیں اور دل لگا کر روزانہ اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کریں نہ گھبرائیں ایک مرتبہ اس عالی ذات کی طرف رجوع کر کے دیکھیں اور یقین جانیں کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے کہ ابھی توبہ کی تھی اور پھر توڑ دی اللہ بڑی کریم ذات ہے ہزار مرتبہ بھی توبہ کریں اللہ رب العزت نے بھی گناہوں سے پکی توبہ اوران کے چھوڑنے کا وعدہ لیا ہے گارنٹی نہیں مانگی کہ پھر گناہ نہ کروگے لہٰذا جب تک گناہ چھوٹ نہیں جاتے سب توبہ کرتے رہیں حضرت تھانوی کہتے ہیں کہ بار بار توبہ کرو اہ زاری کروائے اللہ تو ہمیں توفیق عطا فرما ہماری مدد فرما کہ گناہ چھوڑ دوں حضرت تھانوی کے خلیفہ بابا نجم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

دولتیں مل گئی ہیں آہوں گی

ایسی تیسی میرے گناہوں کی

کیا ہم آج قرآن اور نبی کی تعلیمات بھول گئے یا ان پر ایمان نہیں۔ستر مرتبہ توبہ ایک دن میں ٹوٹتی ہے 71 مرتبہ توبہ کریں اور اللہ سے مدد مانگیں مگر جتنی ہمت ہے اس کو استعمال کریں آخر میں فرمایا کہ میرے ایک عزیزہ کا یہاں بار بار فون آرہا ہے اور کہتی ہیں کہ ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا ہے......آہ ماں بڑی نعمت ہے میرا جی چاہتا ہے کہ جن جن کے والدین زندہ ہیں ان کو بتاؤں کہ والدین کتنی بڑی نعمت ہیں اور ان کی دعاؤں سے کیسے آتی بلائیں ٹل جاتی ہیں انبیاء بھی والدین کی دعاؤں کو اپنے لیے اللہ کی رحمت سمجھتے ،حضرہ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ مشہور ہے اور اس کی ناقدری کرنے والوں پر احادیث میں متعدد وعید آئی ہے جس میں مشہور شب برات کے حوالہ سے کہ ایک وہ شخص جن کے والدین یا اس میں کوئی زندہ ہو اور ان سے غافل ہو تو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی اور ایک حدیث جب حضرت جبرئیل امین آئے اور آپ ﷺ نے منبر پر چڑھتے ہوئے جبرائیل امین کی اس بددعا پر کے ہلاک ہو وہ شخص جس نے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور جنت حاصل نہ کی' آمین کہا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔